ابو سلمان شاہ جہان پوری

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

(حضرت کے علمی کاموں اور حضرت پر علمی کاموں پر ایک نظر)

جماعت ولی اللہی کی دیوبندی شاخ میں مولانا محمود حسن کی شخصیت اپنے علم و تقویٰ، اخلاق و سیرت اور ملی و قومی اور دینی خدمات میں جامعیت کی ایک عجیب و غریب اور عظیم الشان مثال ہے ملی و قومی میدان میں حضرت کی بصیرت و دانائی اور رہنمائی میں ملک کے مختلف مکاتب فکر نے جس طرح اعتماد و اتفاق کیا تھا اس قسم کی کوئی مثال ملک میں موجود نہیں۔ مرکزی خلافت کمیٹی نے ان کے لئے "شیخ الہند" کا خطاب تجویز کیا تھا اور یہ خطاب ان کے فضائل و محاسن کی جامعیت بزرگانہ شخصیت اور قائدانہ کردار پر اس طرح چسپاں ہوا کہ نام کا جزو بن گیا۔ آج اگر صرف مولانا محمود حسن کہا جائے تو سوچنا پڑے گا کہ اس سے کون مراد ہے۔ شیخ الہند کا خطاب اس صاحب علم و تقویٰ شخصیت اور برصغیر کے اُس عظیم مدبر اور سیاست دان کا تعین کر دیتا ہے کہ جو اس عہد کی سب سے بڑی دینی و سیاسی شخصیت تھی ان کے نام کے ساتھ "دیوبندی" کا لاحقہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیت کی سطح سے ان کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہے یا پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حقیقی دیوبندیت نے شیخ الہند کی شکل اختیار کر لی تھی۔ یہ تھے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ۔

کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ جس شخص کی عظمت کے تذکرے، جامعیت کے بیان اور

دوائر علم و فضل کے احاطے کے لئے الفاظ و بیان مساعدت نہ کریں۔ اور بہتر سے بہتر اسلوب بھی جس کے فضائل اور محاسن کی رنگینیوں اور فکر و نظر کی تابانیوں کے سامنے خجل نظر آئے، اس کے حالات و سوانح اور سیرت و خدمات کے تعارف میں اب تک ایک اعلیٰ پائے کی بایوگرافی سے اردو زبان کا دامن ادب خالی ہے۔

حضرت شیخ الہند پر اب تک جو کام ہوئے ہیں ان پر ایک سرسری نظر ڈال لینی چاہیئے۔

۱۔ شیخ الہند۔ حضرت مولانا محمود حسن صاحب قبلہ محدث دیوبندی کے مختصر سوانح و حالات اسیری

یہ چوالیس صفحے کا ایک رسالہ ہے جو "سلسلہ حالاتِ نظربندانِ اسلام نمبر ۳" کے طور پر "صدر دفتر انجمن اعانت نظر بندانِ دہلی" کے ۱۹۱۸ء میں دلی پرنٹنگ ورکس دہلی سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔

اس پر کسی مصنف کا نام درج نہیں میرے علم کے مطابق حضرت شیخ الہند کے حالات میں یہ پہلا کام ہے جو حضرت کی زندگی میں انجام دیا گیا۔

۲۔ ذکرِ محمود

یہ مولانا اشرف علی تھانوی کا صرف دس صفحے کا رسالہ ہے اور بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر کی مثال، ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو حضرت نے انتقال فرمایا تھا اور ۱۳ جمادی الاول کو اس رسالے کی تالیف مکمل ہوئی۔ اس طرح حضرت شیخ الہند کے انتقال کے بعد تین ماہ سے بھی کم مدت میں تکمیل کو پہنچنے والا پہلا رسالہ ہے۔ مطبع اشرف المطابع، تھانہ بھون (سہارن پور) میں چھاپا گیا۔

یہ رسالہ حضرت تھانوی کی ۲۵ مختصر یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ ہر یادداشت لفظ "ذکر" لکھ کر شروع کی گئی ہے۔ یادداشتیں حضرت کے درس و تقریر، اذواق و عادات، اخلاص و للہیت، تواضع و انکسار، نفاستِ طبع، لطافت مزاج اور وضع و لباس کے بیان میں ہیں۔

۳۔ حیات شیخ الہند از حضرت میاں سید اصغر حسین

یہ حضرت شیخ الہند کی دوسری سوانح عمری ہے جو حضرت کی وفات (۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء) کے چند ماہ بعد (رجب ۱۳۳۹ھ مطابق اپریل مئی ۱۹۲۱ء میں) منصہ شہود پر آگئی تھی۔ فاضل مصنف چونکہ حضرت کے شاگرد رشید تھے اور حضرت سے بہت قریبی اور قلبی تعلق رکھتے تھے اور حضرت کے رفقاء اسارتِ مالٹا سے قریبی روابط تھے اس لئے حضرت کے حالات میں صحیح ترین واقعات سے انھیں آگاہی تھی اور

حضرت شیخ الہند کی مالٹا سے رہائی اور وطن واپس پہنچنے سے فوراً بعد حضرت کے سوانح کی تالیف کا انھوں نے فیصلہ کر لیا تھا اور معلومات جمع کرنا شروع کردی تھیں حضرت کے حادثہ انتقال نے کتاب کے آخری باب کا سرو سامان بھی فراہم کر دیا ۔ اس طرح ایک صحیح ترین سوانح عمری حضرت شیخ الہند کی وفات کے چند ماہ بعد ہی عالم وجود میں آ گئی

میرے پیش نظر ادارہ اسلامیات لاہور کی ۱۹۷۷ء کی اشاعت ہے ۔صفحات ۲۷۱

سفرنامہ شیخ الہند ازمولانا سید حسین احمد مدنی

یہ سفرنامہ حضرت شیخ الہند کی وطن سے روانگی سے شروع ہوتا ہے اور حجاز پہنچنے، وہاں پیش آمدہ حالات کی تفصیل، حراست میں لئے جانے اور وہاں سے مصر اور مالٹا تک سیاسی قیدی کی حیثیت سے سفر اور مالٹا کے زمانہ اسارت کے حالات اور پھر وطن واپسی اور رہائی کے حالات پر ختم ہوتا ہے ۱۹۴۵ء یا ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا تھا ۔ ۱۹۴۶ء میں مولانا سید محمد میاں نے "علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے" تالیف کی تو یہ سفرنامہ شائع ہو چکا تھا ۔ مولانا نے اپنی تالیف میں اس کے بکثرت حوالے دیئے ہیں ۔

بعض اشاعتی اداروں نے یہ سفرنامہ 'سفرنامہ اسیر مالٹا' حیات محمود اور سوانح شیخ الہند' کے نام سے بھی شائع کیا ہے۔

میرے پیش نظر اسٹار پریس، حوض قاضی ۔ دہلی کا مطبوعہ نسخہ ہے ۔ یہ ۱۹۴۷ء سے قبل کا تو ضرور ہے لیکن سال اشاعت کا اس سے پتا نہیں چلتا ۔ اس کے ۴۴ صفحے ہیں ۔ دوسرا نسخہ مکتبہ محمودیہ لاہور کا مطبوعہ ہے اس کا سال اشاعت ۱۹۷۴ء ہے اور صفحات کی تعداد 215 ۔

۵ ۔ علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے : ازمولانا سید محمد میاں

یہ سلسلے کا حصہ اول ہے ۱۸۵۷ء کے بعد کے علما کے تذکرے اور ان کے ملی، قومی سیاسی کارناموں پر مشتمل ہے اس کا آغاز دارالعلوم دیوبند کے قیام کی تاریخ سے پہلے ہوتا ہے۔ اس میں بانیان دارالعلوم (دیوبند) کے مختصر تذکرے اور تعارف کے بعد امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور آپ کے نامور تلامذہ میں سے مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا محمد میاں عرف مولانا منصور انصاری، علامہ سید انور شاہ کشمیری اور سید حسین احمد مدنی کے حالات پر مشتمل ہے ۔ مختصراً حافظ محمد احمد، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی اور مفتی عزیز الرحمٰن کا بیان بھی ہوا ہے لیکن کتاب کا بیشتر

حصہ چوں کہ حضرت شیخ الہند کے حالات اور آپ کے مجاہدانہ کارناموں کے تذکرے اور آپ کی انقلابی تحریک کے ارکان کی قومی و ملی سرگرمیوں اور خدمات سیاسی کے تعارف میں ہے اس لئے ادبیات شیخ الہند میں اس کتاب کا تذکرہ ناگزیر ٹھہرا۔

میرے پیش نظر اس کا وہی پہلا ایڈیشن ہے جو کتب خانہ فخریہ، مرادآباد نے ۱۹۴۶ء میں شائع کیا تھا اس کے صفحات ۳۰۴ ہیں۔

۶۔ نقش حیات : از شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

حضرت مدنی حضرت شیخ الہند کے شاگرد رشید، رفیق مخلص، نہایت قابل اعتماد رکن جماعت شریک اسارت مالٹا اور ہم راز و دم ساز تھے۔ سفرنامہ شیخ الہند کے علاوہ آپ نے نقش حیات کے دونوں حصوں حضرت کا بکثرت ذکر فرمایا ہے اور حجاز میں حضرت شیخ الہند کی گرفتاری اور مالٹا میں زمانہ اسارت کے حالات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ خود نوشت سوانح (نقش حیات) حضرت شیخ کے مطالعے میں مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب پہلی بار ۱۹۵۳ء میں ہندوستان سے شائع ہوئی تھی۔ پاکستان میں بھی اس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ میرے پیش نظر اس کا وہ ایڈیشن ہے جو کراچی سے فرزند توحید صاحب نے شائع کیا تھا۔ اس سے تاریخ و سال اشاعت کا پتا نہیں چلتا۔ صفحات کی تعداد ۷۰۳ ہے۔

۷۔ تحریک ریشمی رومال۔ از مولانا سید حسین احمد مدنی مرتب مولوی عبدالرحمن

حضرت مدنیؒ کی خود نوشت "نقش حیات" اور آپ کی تصنیف "سفرنامہ شیخ الہند" کی تحریروں سے مرتب شدہ تاریخ تحریک ریشمی رومال، ۱۹۶۰ء میں کلاسیک، لاہور نے شائع کی تھی، زیر نظر ایڈیشن اس کا پہلا ایڈیشن ہے اور ۲۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۸۔ تذکرہ شیخ الہند از مفتی عزیز الرحمن بجنوری

تذکرے کے صفحہ اول پر یہ تعارفی سطر "ایک انقلابی مرد مومن کی داستان حیات"

فاضل مصنف نے یہ تذکرہ اس وقت لکھا جب کئی بنیادی اور اہم چیزیں شائع ہو چکی تھیں، انھوں نے ضمنی اور ثانوی مآخذ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کے تذکرے میں مضامین کی ترتیب و تدوین میں ایک علمی انداز پایا جاتا ہے۔ چوں کہ فاضل مصنف بھی اسی دائرہ علم و فکر سے وابستہ اور مرکز علمی و معہد تعلیمی دیوبند کے تربیت یافتہ تھے اس لئے واقعات کی صحت کا اہتمام بھی ان کے ہاں موجود ہے

یہ عام کتابی سائز کے ۳۶۵ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۹۶۵ء میں مدنی دارالتالیف، بجنور (یو پی) سے شائع ہوا تھا۔

۹۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن (حیات اور علمی کارنامے) از ڈاکٹر اقبال حسن خاں

یہ ڈاکٹر اقبال حسن کا پی ایچ ڈی کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جو انھوں نے مولانا سعید احمد اکبرآبادی کی نگرانی میں لکھا تھا اور جس پر انھیں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کی جانب سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی تھی۔

یونیورسٹیوں میں جو تحقیق کے کام انجام پاتے ہیں، وہ ایک خاص دائرے میں اور خاص انداز سے اپنے اختتام کو پہنچتے ہیں۔ مثلاً حضرت شیخ الہند پر یہی مقالہ چوں کہ شعبۂ اسلامیات میں لکھا گیا تھا اس لئے علمی کارناموں میں خاص طور پر دینی علمی کام موضوع بننا چاہیئے تھے۔ اگر یہی مقالہ شعبۂ سیاسیات میں میں لکھا جاتا تو حیات کے ساتھ سیاسی کارنامے موضوع تحقیق بنتے اگر پہلے مقالے میں سیاسی کارنامے اور دوسرے مقالے میں دینی خدمات کا سرسری تذکرہ بھی کیا جائے تو مقالے کا نقص نہیں سمجھا جائے گا۔

"شیخ الہند مولانا محمود حسن (حیات اور علمی کارنامے)" میں دینی علمی کارناموں کا تذکرہ سیاسی خدمات اور علمی کارناموں تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ اس لئے یہ کام ایک محدود اور خاص دائرے کا نہیں رہا بلکہ دینی اور سیاسی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے کتاب کو مندرجہ ذیل چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) پس منظر۔ ۱۸۵۷ء سے قبل سے دارالعلوم دیوبند کے قیام تک

(۲) خاندان اور حالات زندگی (۳) علمی کارنامے (۴) اصلاحی کارنامے

(۵) سیاسی زندگی (۶) ہندوستان میں سیاسی رہبری

اس کے ساتھ ممتاز تلامذہ، خلفاء و مجازین اور مکاتیب پر مشتمل تین ضمیمے بھی شامل ہیں۔

یہ کتاب 'منشورات دینیات فیکلٹی کے سلسلۂ مطبوعات' میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی تھی صفحات ۴۸۵

۱۰۔ تحریک شیخ الہند از مولانا سید محمد میاں

حضرت شیخ الہند کی سیاسی رہنمائی کا سلسلہ ملک کی آزادی، ترکی خلافت کی امداد، افغانستان کے استقلال اور خلافت اور ترک موالات کی تحریکات تک دراز ہے لیکن اس کتاب میں ملک کی آزادی کے صرف ایک منصوبے کی تفصیلات اور اس سے متعلق انڈیا آفس لائبریری (لندن) میں محفوظ ریکارڈ کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ ملک کی آزادی کا یہ انقلابی منصوبہ تحریک ریشمی رومال' ریشمی خطوط سازش کیس

کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں 'تحریک شیخ الہند' سے مراد حضرت کی پوری سیاسی تحریک نہیں، بلکہ صرف تحریک ریشمی رومال کا منصوبہ مراد ہے۔

یہ تمام ریکارڈ مولانا سید محمد میاں نے مرتب کیا ہے اس پر آٹھ اضافی صفحات میں مولانا سید اسعد مدنی کے قلم سے پیش لفظ اور ایک سو بارہ (۱۱۲) صفحوں میں مرتب کے قلم سے حضرت شیخ الہند کی پوری سیاسی تحریک کا تعارف ہے اور ریشمی رومال والی تحریک کے بارے میں ضروری معلومات، بعض اہم پہلوؤں سے متعلق تفصیلات اور پیش نظر سرکاری ریکارڈ کے بعض مندرجات کے بارے میں ضروری توضیحات اور بعض اغلاط کی تصحیح ہے۔

یہ کتاب پہلی بار الجمعیت بک ڈپو، دہلی سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے صفحات ۸+۲۸۴+۱۰۰ ہیں اسی سال اس کا ایک ایڈیشن پاکستان میں مکتبہ رشیدیہ، لاہور نے شائع کیا۔ صفحات ۳۸۶۔ ۱۹۷۸ء میں اس کا دوسرا پاکستانی ایڈیشن مکتبہ محمودیہ لاہور سے شائع ہوا تھا۔ صفحات ۳۹۴۔

۱۱۔ اسیرانِ مالٹا۔ از مولانا سید محمد میاں

اسیران مالٹا، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، حضرت شیخ الہند اور آپ کے رفقاء اسارتِ مالٹا، مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا عزیر گل، مولانا سید وحید احمد مدنی اور مولانا حکیم سید نصرت حسین کے حالات، خصائص سیرت اور مصائب قید و بند کے تذکرے پر مشتمل ہے درحقیقت پوری کتاب حضرت شیخ الہند کے حالات، آپ کی سیاسی تحریک و خدمات اور آپ کے رفقاء سفر کی جو آپ ہی کی تحریک سیاسی کے مختلف ابواب یا آپ کے نظام شمسی کے سیارے ہیں، عدیم المثال وفاداری اور اخلاص و ایثار اور عزیمت و استقامت کی فکر انگیز اور انقلاب پرور داستان ہے۔

یہ کتاب ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور الجمعیت بک ڈپو دہلی سے اگست ۱۹۷۶ء میں پہلی بار شائع ہوئی تھی۔

۱۲۔ مقامِ محمود مرتب مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

مقامِ محمود جنوری ۱۹۸۶ء میں ہونے والے شیخ الہند سمینار (دہلی) کے مقالات کا مجموعہ ہے۔ یہ کسی ایک صاحب علم و فضل کے ذوق تحقیق و تصنیف کا کارنامہ نہیں، بلکہ ہندوستان اور پاکستان کے مختلف اصحاب علم و فکر کے افکار و تاثرات اور تحقیقات کا مجموعہ ہے اور جیسا کہ عام طور پر سیمیناروں میں پڑھے جانے والے مقالے بلند و پست سطح کے ہوتے ہیں۔ اس میں بھی ذاتی تاثرات سے لے

کر نہایت بلند پایہ تحقیقی کاوشیں تک شامل ہیں۔

مقالہ نگاروں میں فاضل مرتب مقام محمود اور خاکسار راقم ایں سطور کے علاوہ، (۱) پاکستان سے مولانا مفتی ولی حسن، مفتی احمد الرحمٰن، ڈاکٹر احمد حسین کمال، مولانا محمد یٰسین خانپوری، سید عبد المجید ملک مولانا حافظ حسین احمد (بلوچستان) مولانا محمد عبد اللہ (بھکر) مولانا فضل الرحمٰن، مولانا محمد ایوب بنوری مولانا عزیز الرحمٰن، حکیم محمد عبد الواحد، قاری محمد اسد اللہ عباسی، قاری محمد حنیف جالندھری اور

۲۔ ہندوستان سے مولانا نسیم احمد فریدی، مولانا جمیل احمد قاسمی پرتاب گڑھی، مولانا محمد ظفر الدین، مولانا صادق علی قاسمی، مولانا عبد الحفیظ رحمانی، مولانا صدر الدین انصاری بھوپالی، مولا سعید احمد پالن پوری، ڈاکٹر رشید الوحیدی، مولانا اسیر ادروی، مولانا محمد سلمان منصور پوری، ڈاکٹر شمس الرحمٰن محسنی، مولانا افضال الحق جوہر قاسمی، مولانا شمس تبریز خاں شامل ہیں۔

اس مجموعہ مقالات کی اشاعت جمعیت علماء ہند کے شعبہ نشر و اشاعت کی جانب سے سمینار کے انعقاد کے تقریباً ایک سال بعد ۱۹۸۷ء میں عمل آئی تھی صفحات ۴۱۶۔

۱۳۔ مختصر سوانح عمری حضرت شیخ الہند

اس کتاب کا صرف اشتہار نظر سے گذرا ہے، تحقیق نہیں ہوسکی کہ یہ بھی "سفرنامہ شیخ الہند" کی کوئی اشاعت ہے یا انجمن نظر بندان اسلام کے مطبوعہ کتابچہ کا قدیم یا جدید کوئی ایڈیشن ہے یا الگ اور مستقل کوئی کتاب ہے؟

ان بنیادی اور مستقل کاموں کے علاوہ متفرق مقالات ہیں جو علماء اور مشاہیر کے بعض تذکروں اور تاریخوں میں شامل ہیں یا اخبارات و رسائل کی زینت ہیں یہ بھی ایک علمی خدمت شمار کی جائے گی کہ ایسے تمام مضامین و مقالات فراہم کرکے اور ترتیب دے کر شائع کردیئے جائیں۔

یہ تمام کام اپنی اپنی اہمیت و افادیت رکھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک کام دوسرے کی جگہ نہیں لے سکتا۔ کسی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کتابیں الگ الگ حضرت شیخ الہند کی شانیں اور فضائل و کمالات کی مختلف جھلکیاں پیش کرتی ہیں۔ ان سب کے مطالعے سے احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک عظیم شخصیت کے مطالعے سے لطف اندوز اور ایک جامع صفات اور جامع جہات شخصیت سے روشناس ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی ایک کتاب کے مطالعے سے حضرت کی جامعیت اور

عظمت کا واقعی اندازہ نہیں ہوتا اور یہ سب کتابیں کسی صاحب ذوق کو میسر نہ آئیں تو نقشِ عظمت وجمال اسی قدر ناتمام رہتا ہے ۔

اس مقام پر پہنچ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ آج کے دور کے علم وتحقیق اور معیار تصنیف وتالیف کے مطابق ایک جامع سوانح وسیرت کی ضرورت باقی ہے ۔ اور یہ ضرورت چونکہ کسی خانوادۂ علم یا محض کسی مکتبۂ فکر کی تشہیر اور تزئین وجمال آرائی کی نہیں بلکہ اس عہد کی تاریخ مذہب وسیاست اور قوم وملک کی تربیت ورہنمائی اور ملت کی تعلیم وتہذیب کی ضرورتوں کا تقاضا ہے ۔ اس لئے کسی صاحب عزم وہمت اہل قلم کو اس جانب متوجہ ہونا چاہیئے ۔ اگر خیال ہو کہ موجودہ دور میں کوئی صاحب قلم کئی سال اپنے وقت ومال کا ایثار نہ کرسکے گا اور یکساں توجہ وانہماک کے ساتھ کام جاری رکھنا ممکن نہ ہوگا تو کوئی مرکز علمی حیات شیخ الہند کا ایک جامع منصوبہ بناکر پاک وہند کی کئی علمی شخصیات میں ان کے ذوق کے مطابق اس کے ابواب علم وعمل تقسیم کردے اور ضرورت کے مطابق اس کا مواد اور دوسرے وسائل مہیا کردے اور ایک مقررہ مدت کے اندر منصوبے کی تکمیل کی سعی کی جائے ۔ اس پر نظرثانی کا کام ایک بورڈ آف ایڈیٹرز انجام دے ۔

آج کے دور میں تمام بڑے علمی منصوبے اسی طرح تکمیل پاتے ہیں اور چونکہ شیخ الہند اکادمی ، دیوبند کی صورت میں ایک علمی ادارہ پہلے سے موجود ہے ، اس لئے سب سے پہلے اسی کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے ۔

حضرت شیخ الہند کی شخصیت کے مختلف پہلو ہیں اور حضرت نے ہر پہلو سے علمی وعملی کارنامے انجام دیئے ہیں ۔ ان سب پہلوؤں سے حضرت کے شایان شان تو درکنار ابھی تک حضرت کے ترجمۂ قرآن کے شکریئے کا حق بھی مسلمان ادا نہیں کرسکے ۔ مسلمانوں پر عام طور پر اصحاب دیوبند پر خاص طور پر اور ان میں اہل قلم پر یہ قرض باقی ہے ۔

مختصر یہ کہ حضرت شیخ الہند کے سلسلے میں رفتہ رفتہ کسی تنظیم وتحریک کے بغیر بھی بہت سا مفید علمی کام انجام پاچکا ہے لیکن کیفیت وکمیت ہر دو لحاظ سے حضرت کی جامع شخصیت کے شایان شان کام کی ابھی ضرورت بھی ہے اور گنجائش بھی ۔ اہل علم کو خصوصًا سلسلۂ عالیۂ دیوبند اور شیخ الہند اکادمی کے بزرگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے ۔

یہاں تک پہنچنے کے بعد نامناسب نہ ہوگا کہ حضرت کے افادات و نوادر کی تالیف و تدوین کے کاموں پر بھی نظر ڈال لی جائے چوں کہ غیر سیاسی چیزیں خاکسار کے مقصد تحریر سے خارج ہیں اس لئے ان پر نقد و بحث سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف ان کی فہرست مرتب کر دی جاتی ہے۔

الف، تصانیف:

۱۔ ادلۂ کاملہ / اظہار الحق

حضرت امام ابوحنیفہ کے فقہی مسائل پر مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی کے دس اعتراضات کے جواب میں یہ رسالہ ۱۲۹۳ھ میں شائع ہوا تھا۔ اس کی ضخامت بڑی تقطیع کے ۳۶ صفحات بیان کی گئی ہے۔

۲۔ ایضاح الادلہ

ادلۂ کاملہ کے جواب میں مولوی محمد احسن کی تصنیف "مصباح الادلہ لدفع الادلہ" کے جواب میں حضرت شیخ الہند نے "ایضاح الادلہ" کے نام سے یہ کتاب تصنیف فرمائی اس کا سال اشاعت ۱۲۹۴ھ اور صفحات کی تعداد بڑی تقطیع پر ۳۹۶ بتائی گئی ہے۔

۳۔ احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ

گاؤں میں دو مسلمانوں کی موجودگی میں بھی نماز جمعہ کے جواب میں ایک اہل حدیث عالم کے رسالے کے جواب میں حضرت شیخ الہند نے یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا[7] کے والد ماجد مولانا محمد یحییٰ نے اسے شائع کیا تھا۔ چوں کہ مولانا یحییٰ کا کتب خانہ دینیہ گنگوہ (ضلع سہارنپور) میں تھا۔ اس لئے یقین ہے کہ مقام اشاعت گنگوہ ہوگا۔

۴۔ التصحیح الی مقاصد التجمیع

احسن القریٰ کے رد میں کسی اہل حدیث عالم کے رسالے کے جواب میں۔ بعد میں یہ مختصر رسالہ احسن القریٰ کے آخر میں بہ طور ضمیمہ شامل کر دیا گیا ہے۔

۵۔ الجہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل

امکان کذب کے مسئلے میں مولوی احسن پنجابی (کانپوری) کے رسالے کے جواب میں مولانا محمد یحییٰ کے زیر اہتمام مطبع بلالی (ساڈھورا ضلع انبالہ) میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ بڑی تقطیع اور ۱۸۰ صفحات کی صراحت کی گئی ہے۔

۶۔ مقدمۂ ترجمۂ قرآن شریف

یہ مقدمہ درحقیقت حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمۂ قرآن شریف پر ہے اس میں حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمے کے اصول بھی قلم بند فرما دیئے ہیں۔ صفحات ۳۱۔

۷۔ الابواب والتراجم

بخاری شریف کے ابواب کی علمی و معنوی اہمیت مع فہرست ابواب بخاری، مالٹا میں بہ زمانہ اسارت تصنیف فرمائی مولانا عزیر گل کی مساعی اور تصحیح و اہتمام سے شائع ہوئی یہ تحریر تمام ابواب بخاری پر محیط نہیں تھی اس کی تکمیل مولانا سید حسین احمد مدنی نے فرمائی۔ اردو میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے بڑی تقطیع کے ۶۴ یا ۷۲ صفحات بیان کئے گئے ہیں۔

ب، خطبات وتقاریر:

۱۔ خطبۂ صدارت

جمعیت علماء ہند کے دوسرے سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی بتاریخ ۱۹ تا ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء میں پڑھا جانے والا خطبہ، ۱۹۲۰ء میں خلافت کمیٹی امرتسر کی فرمائش پر روز بازار الیکٹرک پریس۔ امرتسر سے شائع ہوا۔

۲۔ جمعیت علماء ہند کے دوسرے سالانہ اجلاس کی منظور شدہ تجاویز اور حضرت شیخ الہند صدر جمعیت علماء ہند کی افتتاحی تقریر، ناظم جمعیت علماء ہند نے ۱۹۲۰ء میں حمیدیہ پریس دہلی سے شائع کی صفحات ۸۔

۳۔ خطباتِ شیخ الہند

خطبہ صدارت سالانہ اجلاس جمعیت علماء ہند (دہلی نومبر ۱۹۲۰ء) اور خطبہ صدارت نیشنل یونی ورسٹی (جامعہ ملیۂ اسلامیہ) کے موقع پر پڑھا گیا (علی گڑھ اکتوبر ۱۹۲۰ء) کا مجموعہ، شیخ الہند سوسائٹی کبیروالا (پنجاب) نے شائع۔ سال اشاعت ۱۹۸۷ء صفحات ۹۶۔

۴۔ خطبۂ صدارت اور فتویٰ ترک موالات

جلسہ افتتاح نیشنل یونی ورسٹی، علی گڑھ اور فتویٰ ترک موالات جو مسلم یونیورسٹی کے طلبہ کے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی کے زیر اہتمام مطبع قاسمی دیوبند میں چھپا اور کتب خانہ مطبع قاسمی، دیوبند سے شائع کیا۔ سال اشاعت ۱۹۲۱ء صفحات ۱۲۔

۵۔ مقالات شیخ الہند/افادات محمودیہ

"وحی اور اس کی عظمت" اور "لا ایمان لمن لا امانۃ لہ" کے عنوان سے حضرت کے دو مقالوں کا مجموعہ کوہ نور پریس دہلی سے چھپواکر مکتبہ مجلس قاسم المعارف، دیوبند (یوپی) نے شائع کیا۔ ڈاکٹر اقبال حسن خاں کی تحقیق کے مطابق یہ دونوں حضرت شیخ الہند کی تقریریں ہیں جو اولا القاسم، دیوبند میں شائع ہوئی تھیں اس کا سال اشاعت ...... اور صفحات کی تعداد ۸۸ ہے۔ یہ دونوں تقریریں "افادات محمودیہ" کے نام سے بھی شائع ہو چکی ہیں۔

ج، تقاریر درس حدیث:

۱۔ النور الساری علی صحیح البخاری

یہ حضرت کے بخاری کے درس کی تقریر ہے جو آپ کے ایک فاضل شاگرد مولانا مشتاق احمد پنجابی نے نے قلم بند کی تھی اور ۱۳۸۲ھ میں چھاپ دی تھی۔

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی کی روایت کے مطابق حضرت شیخ الہند کی ایک تقریر بخاری کتب خانہ مجتبائی دہلی کے مالک مولانا عبدالواحد کے پاس بھی تھی جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔

۲۔ تقریر ترمذی (عربی)

ترمذی شریف کے درس کی تقریر جسے مولانا سید اصغر حسین نے قلم بند کیا تھا۔ اولا ترمذی شریف کے ساتھ چھپی رہتی بعد میں اسے الگ کتابی شکل میں چھاپ دیا گیا بعض بیانات سے خیال ہوتا ہے کہ یہ کئی تقاریر ہیں۔ بڑی تقطیع پر تقریباً ۵۰ صفحات۔

۳۔ الورد الشذی علی جامع الترمذی

ترمذی شریف پر آپ کی درسی تقریر کا اردو ترجمہ ۱۳۶۸ھ/۱۹۵۰ء میں کتب خانہ اصغریہ نے پہلی بار شائع کیا۔ صفحات ۱۹۲۔

د، تصحیح وتحشیہ وترجمہ:

۱۔ تصحیح ابو داؤد

سنن ابی داؤد کا جو نسخہ درس کے دوران میں حضرت کے سامنے رہتا تھا، اس میں حضرت کتابت کی اور دیگر قسم کی اغلاط کی تصحیح فرماتے رہتے تھے۔ بعد میں مولانا عبدالواحد نے یہ نسخہ حاصل کرلیا اور حضرت کی

تصحیحات کے مطابق اپنے مطبع مجتبائی دہلی سے اسے چھاپ دیا اس کا سال اشاعت ۱۳۱۸ھ ہے۔

۲- حاشیہ مختصر معانی

درسی کتاب مختصر معانی پر حضرت نے حاشیہ تحریر فرمایا تھا جو مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۴۴ھ میں کتاب کے ساتھ چھاپ کر شائع کر دیا گیا۔

۳- ترجمہ قرآن مجید و حواشی

حضرت شیخ الہند نے قرآن حکیم کے ترجمے کا کام ۱۳۲۷ھ میں دیوبند میں شروع فرما دیا تھا اس کی تکمیل ۱۳۳۶ھ میں اسارتِ مالٹا کے زمانے میں ہوئی حواشی کا کام سورۂ نساء تک پہنچا تھا کہ حضرت کو ہندوستان روانہ کر دیا گیا۔ ہندوستان پہنچ کر حضرت خرابیٔ صحت اور سیاسی مصروفیات کی وجہ سے مکمل نہ فرما سکے اور پھر آپ کے حادثہ انتقال نے امید کی شمع کو بھی بجھا دیا۔ حواشی کی تکمیل حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے نامیۂ مبارک میں لکھی تھی۔

ترجمۂ قرآن کا پہلا ایڈیشن ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا تھا۔ حواشی کی تکمیل کے خیال سے سورۂ نساء کے بعد شاہ عبدالقادر کے حواشی "موضح قرآن" شامل کر دیئے گئے تھے۔ دوسرے ایڈیشن میں مولانا شبیر احمد عثمانی سے حواشی لکھوا کر شامل کئے گئے۔

۵، خطوط:

مکتوبات شیخ الہند مرتب حضرت میاں سید اصغر حسین

یہ حضرت کے آٹھ خطوط کا مجموعہ ہے، اصل نسخہ خاکسار کی نظر سے نہیں گزرا میاں صاحب کی تصنیف لطیف "حیات شیخ الہند" کے لاہور ایڈیشن کے آخر میں شامل ہے۔

و، شاعری

کلیات شیخ الہند مرتب حضرت میاں سید اصغر حسین

یہ حضرت کے منظوم کلام کا مجموعہ ہے جو میاں صاحب نے "حیات شیخ الہند" کی تالیف کے زمانے میں مرتب کیا تھا اور ۱۳۴۰ھ میں چھپ بھی گیا تھا۔ اس کا ایک ایڈیشن ۱۹۷۶ء میں مکتبہ محمودیہ لاہور نے شائع کیا ہے صفحات ۲۶۔

ایک بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت کی بعض منظومات رسائل میں اشاعت پذیر ہونے کے علاوہ

بقیہ صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں